از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 25 مارچ، 1960

آر پی کپور

بنام

دی سٹیٹ آف پنجاب

(پی بی گجیندر گڈکر، کے این وانچو اور کے سی داس گپتا، جسٹس صاحبان)

فوجداری مقدمہ-کارروائی کی منسوخی-عدالت عالیہ کے بنیادی اختیارات-کب استعمال میں لائے جاسکتے مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898(V، سال 1898)، دفعہ 561-A۔

ایک S نے K کے خلاف ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کی۔ جب K کو پتہ چلا کہ کئی مہینوں سے رپورٹ پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس نے S کے خلاف مجرمانہ شکایت درج کرتے ہوئے کہا کہ S کی طرف سے درج کی گئی رپورٹ غلط تھی۔ S کے کہنے پر مجسٹریٹ نے کے کی شکایت کو اس وقت تک ملتوی کرنے کا حکم دیا جب تک کہ پولیس ابتدائی اطلاعی رپورٹ پر اپنی حتمی رپورٹ پیش نہ کر دے۔ اس کے بعد کے نے ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے ذریعے شروع کی گئی کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 561-A کے تحت عدالت عالیہ کا رخ کیا۔ سماعت کے التوا میں پولیس نے ضابطے کی دفعہ 173 کے تحت اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد عدالت عالیہ نے عرضی کو خارج کر دیا۔ کے نے خصوصی اجازت حاصل کی اور اپیل کی:

قرار پایا گیا کہ کارروائی کو منسوخ کرنے کا کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا۔ عدالت عالیہ کے بنیادی دائرہ اختیار کا استعمال کسی مناسب معاملے میں کارروائی کو کالعدم کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے یا تو کسی عدالت کے عمل کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے یا بصورت دیگر انصاف کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے۔ درج ذیل مقدمات کے کچھ زمرے ہیں جہاں بنیادی دائرہ اختیار کا استعمال کارروائی کو کالعدم کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے اور کیا جانا چاہیے:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

(i) جہاں ادارے کے خلاف یا کارروائی کے جاری رہنے کے خلاف کوئی قانونی رکاوٹ موجود ہو۔

(ii) جہاں ابتدائی اطلاعی رپورٹ یا شکایت میں لگائے گئے الزامات میں مبینہ جرم کی نشاندہی نہیں کی گئی ہو؛ اور

(iii) جہاں یا تو الزام کی حمایت میں کوئی قانونی ثبوت پیش نہیں کیا گیا تھا یا ثبوت واضح طور پر یا واضح طور پر الزام ثابت کرنے میں ناکام رہا تھا۔

ضابطے کی دفعہ 561A کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ اس معاملے میں تحقیقات شروع نہیں کر سکتی کہ آیا اس معاملے میں ثبوت قابل اعتماد ہے یا نہیں۔ موجودہ معاملے میں کارروائی کے قیام یا ان کے جاری رہنے پر کوئی قانونی رکاوٹ نہیں تھی۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں لگائے گئے الزامات مبینہ جرائم کی تشکیل کرتے ہیں اور یہ دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ ریکارڈ کے سامنے الزام غیر مستحکم تھا۔

متعلقہ معاملہ میں: شریپد جی چنداور کر، اے۔ آئی۔ آر۔ 1928 بمبئی 184، جگت چندر موزمدار بنام قیون ایمپرس، (1899)آئی۔ ایل۔ آر۔ 26 کلکتہ 786، ڈاکٹر شنکر سنگھ بنام ریاست پنجاب، (1954)56 پنجاب ایل۔ آر۔ 54، نرپیندر بھوشن رے بنام گووند بھنڈھو مجومدار، اے۔ آئی۔ آر۔ 1924 کلکتہ 1018 اور رامناتھن چیٹیار بنام کے شیوارام اسبرامنیم ائر، (1924)آئی۔ ایل۔ آر۔ 47 مدراس 722، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

ایس پی جیسوال بنام ریاست، (1953)55 پنجاب ایل آر 77، ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 217، سال 1959 فوجداری متفرق نمبر 559، سال 1959 میں پنجاب عدالت عالیہ کے 10 ستمبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ ذاتی طور پر۔

مدعا علیہ کی طرف سے ریاست پنجاب کے ایڈوکیٹ جنرل ایس ایم سیکری، موہندر سنگھ پنان، ٹی ایم سین اور ڈی گپتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

25.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ گجیندر گڈکر جسٹس نے سنایا۔

گجیندر گڈکر، جسٹس-10 دسمبر 1958 کو، جناب ایم ایل سیٹھی نے اپیل کنندہ جناب آر پی کپور کے خلاف ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کی اور الزام لگایا کہ اس نے اور اس کی ساس مسز کوشلیا دیوی نے تعزیرات ہند کی دفعات 420-109، 114 اور 120B کے تحت جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔جب اپیل کنندہ کو معلوم ہوا کہ کئی مہینوں سے مذکورہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ پر مزید کوئی کارروائی نہیں کی گئی جو اس کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہی تھی تو اس نے 11 اپریل 1959 کو جناب سیٹھی کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعات 204، 211 اور 385 کے تحت فوجداری شکایت درج کرائی اور اس طرح یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری خود پر لی کہ جناب سیٹھی کی طرف سے درج کی گئی ابتدائی اطلاعی رپورٹ غلط تھی۔مذکورہ شکایت پر جناب سیٹھی نے کہا کہ زیر بحث کارروائی پر روک لگائی جانی چاہیے کیونکہ پولیس نے ان کی طرف سے درج کی گئی ابتدائی اطلاعی رپورٹ پر کوئی رپورٹ نہیں دی تھی اور ان کی طرف سے شروع کیا گیا مقدمہ ابھی بھی پولیس کے پاس زیر التوا ہے۔دلائل سننے کے بعد مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ اپیل کنندہ کی شکایت ملتوی کر دی جائے۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 561A کے تحت پنجاب عدالت عالیہ کا رخ کیا تاکہ زیر بحث ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے ذریعے شروع کی گئی کارروائی کو کالعدم قرار دیا جا سکے۔مذکورہ عدالت عالیہ میں مذکورہ عرضی کی سماعت تک 25 جولائی 1959 کو ضابطے کی دفعہ 173 کے تحت پولیس رپورٹ پیش کی گئی۔اس کے بعد، 10 ستمبر 1959 کو، جناب جسٹس کپور نے اپیل کنندہ کی عرضی پر سماعت کی اور فیصلہ دیا کہ دفعہ 561A کے تحت کارروائی کو منسوخ کرنے کے لیے کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا ہے۔ نتیجتاً عرضی خارج کر دی گئی۔یہ اس حکم کے خلاف ہے کہ اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا ہے۔

اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی کا باعث بننے والے مادی حقائق ایک بہت ہی تنگ دائرے کے اندر ہوتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنوری 1957 میں اپیل کنندہ کی ساس اور اس کی بیوی نے گاؤں محمد پور منیر کا میں کچھ زمینوں کے مالکان کے ساتھ قرارداد کیا کہ وہ 5 روپے فی مربع گز پر زمین خریدیں۔اس کے مطابق بائع کو زر بیعانہ ادا کی گئی اور اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ فروخت 13 اپریل 1957 تک مکمل کی جانی تھی۔رضامندی سے اس مدت کو 13 جون 1957 تک بڑھا دیا گیا۔دریں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اثنا، 8 مارچ 1957 کو چیف کمشنر کی طرف سے اراضی کے کافی رقبے کے حصول کے لیے اراضی کے حصول ایکٹ، 1894 دفعات 4 اور 6 کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیے گئے تھے جس میں دکانداروں کی اراضی بھی شامل تھی۔ یہ حصول حکومت بھارت میں وزارت تعمیرات، ہاؤسنگ اور سپلائی کی ہاؤسنگ اسکیم کے لیے تھا۔ مجوزہ حصول کو فوری طور پر سمجھا گیا اور اس لیے حصول قانون کی دفعہ 17 کے تحت 8 جون 1957 کو کلکٹر نے زمین پر قبضہ کر لیا۔ مذکورہ اراضی میں کچھ متعلقہ افراد نے دفعہ 17 کے تحت کی گئی کارروائی کے جواز کے خلاف اعتراضات دائر کیے۔ ان ہی حالات میں دکانداروں نے 12 جون 1957 کو مسز کوشلیا دیوی اور کچھ دوسرے دکانداروں کے حق میں فروخت کے معاہدوں پر عمل درآمد کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دکانداروں نے اراضی کے حصول کے کلکٹر کے سامنے اپنا دعوی پیش کیا اور ستمبر 1958 میں ایک ایوارڈ دیا گیا جس کے ذریعے مسز کوشلیا دیوی کو فی مربع گز 1 روپے کے معاوضے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس طرح زیر بحث زمینوں کا حق مسز کوشلیا دیوی کو منتقل کر دیا گیا۔

جناب سیٹھی کی طرف سے دائر ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ وہ اور اپیل کنندہ دوست تھے اور 4 جنوری 1958 کو اپیل کنندہ نے بے ایمانانہ اور دھوکہ دہی سے انہیں مشورہ دیا کہ وہ خسرہ نمبر 22، 23، 24 اور 25 میں 2,000 مربع گز زمین خریدیں۔ مذکورہ گاؤں محمد پور منیر کا میں اس نمائندگی پر کہ علاقے میں زمین کے مالک کے طور پر جناب سیٹھی کو اسی علاقے میں مطلوبہ طول و عرض کا پلاٹ ملے گا جسے وزارت نے اپنی ہاؤسنگ اسکیم کے تحت تیار کیا ہے۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے مطابق، اپیل کنندہ نے جناب سیٹھی کے سامنے یہ بھی نمائندگی کی کہ چونکہ اس اسکیم کے تحت کسی شخص کو ایک سے زیادہ پلاٹ الاٹ نہیں کیا جائے گا، اس لیے اسے اپنی زمین کا ایک حصہ حوالے کرنا پڑے گا؛ اسی لیے ایک دوست کے طور پر وہ جناب سیٹھی کو اس قیمت پر ایک پلاٹ دینے کے لیے تیار تھا جس پر اسے خریدا گیا تھا۔ جناب سیٹھی کے مطابق اپیل کنندہ نے ایک درخواست کا حکم دیا جسے وزارت تعمیرات کے سکریٹری کو بھیجنے کا مشورہ دیا گیا اور اس کے مطابق اس نے اسے مشورے کے مطابق بھیج دیا۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں مزید الزام لگایا گیا ہے کہ اپیل کنندہ نے جناب سیٹھی کو یقین دلایا تھا کہ یہ زمین اس کی ساس نے 10 روپے فی مربع گز پر خریدی تھی۔ اس نمائندگی پر عمل کرتے ہوئے جناب سیٹھی نے 6 جنوری 1958 کو مسز کوشلیا دیوی کے حق میں 10,000 روپے کا چیک ادا کیا۔ یہ چیک نکالا جا چکا ہے۔ اس کے بعد مارچ 1958 کے آغاز میں اپیل کنندہ کی طرف سے جناب سیٹھی کو بیع نامہ کا ایک مسودہ بھیجا گیا اور 6 مارچ 1958 کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

10,000 روپے کی مزید رقم چیک کے ذریعے ادا کی گئی۔ مسودہ باضابطہ طور پر اپیل گزار کو ایک کور لیٹر کے ساتھ واپس کر دیا گیا جس میں جناب سیٹھی نے کہا کہ وہ دستاویز میں ایک شق شامل کرنا پسند کریں گے جس کے تحت حکام کی جانب سے الاٹمنٹ کے مقصد کے لیے فروخت قبول نہ کرنے کی صورت میں اسے 20,000 روپے کی رقم واپس کر دی جائے گی؛ اور انہوں نے امید ظاہر کی کہ اگر مذکورہ شق دستاویز میں شامل نہیں کی گئی تو بھی اپیل گزار اسے قبول کرے گا۔ جناب سیٹھی کے حق میں بیع نامہ 21 مارچ 1958 کو درج کیا گیا تھا۔ یہ وہ لین دین ہے جس نے زیر بحث ابتدائی اطلاعی رپورٹ کو جنم دیا ہے۔

بڑے پیمانے پر کہا گیا ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ دھوکہ دہی سے متعلق غلط بیانی کے چار مادی الزامات پر مبنی ہے۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اپیل کنندہ نے دھوکہ دہی سے جناب سیٹھی کو غلط انداز میں پیش کیا کہ زمین 10 روپے فی مربع گز پر خریدی گئی تھی؛ کہ اپیل کنندہ نے دھوکہ دہی سے جناب سیٹھی سے اراضی کے حصول کے کلکٹر، دہلی کے سامنے زیر التواء کارروائی اور مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 17 کے تحت مذکورہ جائیداد کے حصول کو چھپایا؛ اس نے ہاؤسنگ کی اسکیم کے حوالے سے بھی اسی طرح کی دھوکہ دہی کی غلط بیانی کی جس کا اس نے حوالہ دیا تھا۔ ان غلط بیانی کے نتیجے میں جناب سیٹھی لین دین میں داخل ہوئے اور 20,000 روپے لے کر الگ ہو گئے۔ یہ مختصر طور پر جناب سیٹھی کی اپنی ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں کی گئی شکایت کی نوعیت ہے۔ اپیل کنندہ نے پنجاب عدالت عالیہ کے سامنے استدعا کی کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے ذریعے اس کے خلاف شروع کیا گیا مقدمہ ضابطے کی دفعہ 561A کے تحت کالعدم قرار دیا جائے۔ پنجاب عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ دلیل کو خارج کر دیا ہے۔ موجودہ اپیل میں ہمارے فیصلے کے لیے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے: کیا پنجاب عدالتِ عالیہ نے درخواست گزار کے حق میں ضابطے کی دفعہ 561A کے تحت اپنے بنیادی دائرہ اختیار کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا تھا؟

اپیل کی خوبیوں سے نمٹنے سے پہلے ضابطے کی دفعہ 561A کے تحت عدالت عالیہ کے بنیادی اختیارات کی نوعیت اور دائرہ کار پر غور کرنا ضروری ہے۔ مذکورہ دفعہ عدالت عالیہ کے ایسے احکامات دینے کے بنیادی اختیار کو بچاتی ہے جو اس ضابطے کے تحت کسی بھی حکم کو نافذ کرنے یا کسی عدالت کے عمل کے غلط استعمال کو روکنے یا انصاف کے مقاصد کو محفوظ بنانے کے لیے ضروری ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس موروثی اختیار کا استعمال ان معاملات کے حوالے سے نہیں کیا جا سکتا جو خاص طور پر توضیعات اخلاق کی دیگر دفعات میں شامل ہیں۔ موجودہ معاملے میں مجسٹریٹ جس کے سامنے ضابطے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کی دفعہ 173 کے تحت پولیس رپورٹ دائر کی گئی ہے، نے ابھی تک مذکورہ رپورٹ کی خوبیوں پر اپنا ذہن نہیں لگایا ہے اور یہ اپیل گزار کے حق میں فرض کیا جا سکتا ہے کہ کارروائی کو منسوخ کرنے کی اس کی درخواست موجودہ مرحلے میں ضابطے کی کسی مخصوص توضیع کے تحت نہیں آتی ہے۔ یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ عدالت عالیہ کے بنیادی دائرہ اختیار کا استعمال کسی مناسب معاملے میں کارروائی کو کالعدم کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے یا تو کسی عدالت کے عمل کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے یا بصورت دیگر انصاف کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے۔ عام طور پر کسی ملزم شخص کے خلاف قائم کی گئی مجرمانہ کارروائی کو ضابطے کی توضیعات کے تحت چلایا جانا چاہیے، اور عدالت عالیہ عبوری مرحلے میں مذکورہ کارروائی میں مداخلت کرنے سے گریزاں ہوگی۔ کسی بھی غیر لچکدار اصول کا تعین کرنا ممکن، مطلوب یا موزوں نہیں ہے جو اس بنیادی دائرہ اختیار کے استعمال کو کنٹرول کرے۔ تاہم، ہم ایسے معاملات کے کچھ زمروں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں کارروائی کو منسوخ کرنے کے لیے بنیادی دائرہ اختیار کا استعمال کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہیے۔ ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جہاں عدالت عالیہ کے لیے یہ نظریہ اختیار کرنا ممکن ہو کہ کسی ملزم شخص کے خلاف فوجداری کارروائی کا قیام یا جاری رہنا عدالت کے عمل کے غلط استعمال کے مترادف ہو یا یہ کہ متنازعہ کارروائی کو کالعدم قرار دینے سے انصاف کے مقاصد کو یقینی بنایا جا سکے۔ اگر زیر بحث مجرمانہ کارروائی کسی ایسے جرم کے سلسلے میں ہے جس کا الزام کسی ملزم شخص نے لگایا ہے اور یہ واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ادارے کے خلاف یا مذکورہ کارروائی کے جاری رہنے کے خلاف قانونی رکاوٹ ہے تو عدالت عالیہ اس بنیاد پر کارروائی کو کالعدم قرار دینے میں جائز ہوگی۔ مطلوبہ منظوری کی عدم موجودگی، مثال کے طور پر، اس زمرے کے تحت مقدمات پیش کر سکتی ہے۔ ایسے معاملات بھی سامنے آ سکتے ہیں جہاں ابتدائی اطلاعی رپورٹ یا شکایت میں لگائے گئے الزامات، چاہے انہیں ان کی اصل قیمت پر لیا جائے اور انہیں مکمل طور پر قبول کیا جائے، مبینہ جرم نہیں ہوتے ہیں۔ ایسے معاملات میں ثبوت کی تعریف کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ یہ محض شکایت یا ابتدائی اطلاعی رپورٹ کو دیکھنے کا معاملہ ہے تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ مبینہ جرم کا انکشاف ہوا ہے یا نہیں۔ ایسے معاملات میں عدالت عالیہ کے لیے یہ فیصلہ دینا جائز ہوگا کہ ملزم شخص کے خلاف فوجداری عدالت کے عمل کو جاری کرنے کی اجازت دینا واضح طور پر غیر منصفانہ ہوگا۔ مقدمات کا تیسرا زمرہ بھی پیدا ہو سکتا ہے جس میں عدالت عالیہ کے موروثی دائرہ اختیار کو کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس زمرے کے تحت آنے والے مقدمات میں ملزم شخص کے خلاف لگائے گئے الزامات ایک مبینہ جرم ہیں لیکن یا تو مقدمے کی حمایت میں کوئی قانونی ثبوت پیش نہیں کیا گیا ہے یا ثبوت واضح طور پر پیش کیا گیا ہے یا الزام کو ثابت کرنے میں واضح طور پر ناکام

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔اس طبقے کے مقدمات سے نمٹنے میں اس معاملے کے درمیان فرق کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے جہاں کوئی قانونی ثبوت موجود نہ ہو یا جہاں ایسا ثبوت موجود ہو جو واضح طور پر اور واضح طور پر لگائے گئے الزام سے مطابقت نہیں رکھتا ہو اور ایسے معاملات جہاں قانونی ثبوت موجود ہوں جو اس کی تعریف پر زیر بحث الزام کی حمایت کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے ہیں۔دفعہ 561A کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ اس بات کی تحقیقات شروع نہیں کرے گی کہ آیا زیر بحث ثبوت قابل اعتماد ہے یا نہیں۔یہ ٹرائل مجسٹریٹ کا کام ہے،اور عام طور پر یہ کسی بھی فریق کے لیے کھلا نہیں ہوگا کہ وہ عدالتِ عالیہ کے بنیادی دائرہ اختیار کو استعمال کرے اور دعوی کرے کہ شواہد کی معقول تعریف پر ملزم کے خلاف لگائے گئے الزام کو برقرار نہیں رکھا جائے گا۔وسیع پیمانے پر کہا گیا ہے کہ فوجداری کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے معاملے میں دفعہ 561A کے تحت عدالت عالیہ کے موروثی دائرہ اختیار کی نوعیت اور دائرہ کار ہے، اور یہ اس نکتے پر عدالتی فیصلوں کا اثر ہے (بروئے: متعلقہ معاملہ: شریپد جی چنداورکر (1)، جگت چندر موزمدار بنام قیون ایمپرس (2)، ڈاکٹر شنکر سنگھ بنام ریاست پنجاب (3)، نرپیندر بھوسن رے بنام گووند بندھو مجومدار (4) اور رامنا تھن چیٹیار بنام کے سیوراما سبرامنیم ائر (5)۔

جناب کپور، جنہوں نے ہمارے سامنے صلاحیت کے ساتھ اپنے مقدمے کی دلیل دی، نے ایس پی جیسوال بنام دی اسٹیٹ ودیگر (6) میں پنجاب عدالت عالیہ کے فیصلے پر پختہ بھروسہ کیا اور دلیل دی کہ انصاف کے مفاد میں اور اسے غیر ضروری طور پر ہراساں کرنے سے بچنے کے لیے ہمیں خود ریکارڈ پر موجود شواہد کی جانچ کرنی چاہیے اور فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا مذکورہ ثبوت ممکنہ طور پر اس کی اثباتِ جُرم کا باعث بن سکتے ہیں۔اس معاملے میں جیسوال پر ضابطے کی دفعہ 147 اور دفعہ 452 کے تحت جرائم کا ارتکاب کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا اور عدالت عالیہ کے فیصلے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جج نے ان تمام شواہد پر تفصیل سے غور کیا جن پر استغاثہ نے انحصار کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ جیسوال اور اس کے شریک ملزم کے خلاف کی گئی کارروائی کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔تاہم، فیصلے سے یہ واضح ہے کہ جج اس حقیقت سے بہت متاثر ہوا کہ پولیس نے اطلاع دی تھی کہ جیسوال کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں تھا یا زیادہ سے زیادہ صرف تکنیکی جرم تھا لیکن ضلع مجسٹریٹ نے قانونی ڈیوٹی میں مداخلت کی تھی۔ پولیس اور متعلقہ پولیس افسر کو اس کے خلاف مقدمہ چلانے کی ہدایت کی تھی۔ان حقائق پر جج یہ نظریہ اختیار کرنے کی طرف مائل تھے کہ آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت جیسوال کو ضمانت شدہ بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ، فاضل جج کی رائے میں جس ثبوت پر استغاثہ نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انحصار کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ الزام عائد کیے گئے جرم کے ضروری اجزاء غائب تھے "اور انتہائی ضروری چیزیں موجود نہیں تھیں"۔ان نتائج پر جیسوال کے خلاف مجرمانہ کارروائی کو کالعدم قرار دیا گیا۔ ہمارے لیے اس بات پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا آرٹیکل 21 کے تحت ضمانت شدہ بنیادی حق کی واقعی خلاف ورزی ہوئی تھی یا نہیں۔ ہم نے صرف اس حقیقت پر زور دینے کے لیے جج کی طرف سے درج کردہ متعلقہ نتائج کا حوالہ دیا ہے کہ اس فیصلے کو اس تجویز کے لیے ایک اتھارٹی کے طور پر نہیں پڑھا جا سکتا کہ ایک ملزم شخص ضابطے کی دفعہ 561A کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کر سکتا ہے اور اس سے اپنے خلاف پیش کیے گئے شواہد کی تعریف کرنے اور کارروائی کو کالعدم کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے اگر اسے لگتا ہے کہ مذکورہ ثبوت الزام کا جواز پیش نہیں کرتا ہے۔ در حقیقت، مقدمے سے نمٹنے میں فاضل جج نے خود ان کئی فیصلوں کی منظوری دی ہے جنہوں نے دفعہ 561A کے تحت بنیادی دائرہ اختیار کی نوعیت اور دائرہ کار کو سمجھا ہے اور اس لیے فیصلہ اس معاملے میں فاضل جج کے ذریعے درج کردہ بنیادی نتائج تک محدود ہونا چاہیے۔

یہ حقیقی قانونی حیثیت ہونے کی وجہ سے ہمارے فیصلے کے لیے جو سوال آتا ہے وہ یہ ہے: کیا اپیل کنندہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مقدمہ ہماری طرف سے پہلے ہی مذکور تین زمروں میں سے کسی کے تحت آتا ہے۔ موجودہ کارروائی کے قیام، یا ان کے جاری رہنے پر کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے، اور یہ واضح ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں لگائے گئے الزامات اپیل گزار کے خلاف مبینہ جرائم کی تشکیل کرتے ہیں۔ تاہم، اس کی دلیل یہ ہے کہ ریکارڈ پر موجود شواہد واضح اور غیر واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں لگائے گئے الزامات جھوٹے ہیں۔ وہ یہ بھی دعوی کرتا ہے کہ "کچھ طاقتور اثرات اس کے خلاف کام کر رہے ہیں تاکہ اسے نقصان پہنچایا جا سکے اور اسے سرکاری طور پر اور دوسری صورت میں روک دیا جا سکے اور اس نے جناب سیٹھی کی طرف سے اس کے خلاف دائر کی گئی جھوٹی ابتدائی اطلاعی رپورٹ کو اکسایا اور بعد میں اس پر قبضہ کر لیا"۔ اس سلسلے میں انہوں نے فطری طور پر اس حقیقت پر زور دیا ہے کہ تفتیشی ایجنسی نے معاملے میں غیر معمولی تنگی کے ساتھ کام کیا ہے اور کئی مہینوں سے پولیس نے ضابطے کی دفعہ 173 کے تحت رپورٹ نہیں بنائی۔

یہ سچ ہے کہ اگرچہ اپیل گزار کے خلاف شکایت بنیادی طور پر اپنی نوعیت میں بہت سادہ ہے لیکن پولیس حکام نے ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج ہونے کے بعد تقریباً سات ماہ تک اپنی رپورٹ نہیں دی۔ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں کہ کس طرح اپیل کنندہ کو جناب سیٹھی پر ان کے خلاف جھوٹی ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کرنے کا الزام لگاتے ہوئے خود شکایت درج کرنے پر مجبور کیا گیا تھا، اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

کس طرح زیر بحث رپورٹ دائر کی گئی تھی جب اپیل کنندہ نے دفعہ 561A کے تحت اپنی موجودہ درخواست کے ذریعے عدالت عالیہ کا رخ کیا تھا۔ یہ بہت افسوسناک ہے کہ متعلقہ پولیس افسران نے اس معاملے میں مستعدی سے کام نہیں لیا، اور یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ اس غیر معمولی تاخیر نے اپیل گزار کے ذہن میں اس خدشے کو جنم دیا ہے کہ تاخیر کا مقصد تلوار کو زیادہ سے زیادہ وقت تک اس کے سر پر لٹکا کر رکھنا تھا۔ شاید یہ امکان ہے کہ اپیل کنندہ پنجاب میں سب سے سینئر کمشنر ہونے کے ناطے تفتیشی حکام فرسٹ انفارمیشن رپورٹ پر مزید اقدامات کرنے میں محتاط اور چوکس رہے ہوں گے۔ لیکن ہم مطمئن ہیں کہ یہ وضاحت دفعہ 173 کے تحت رپورٹ پیش کرنے میں ہونے والی بے حد تاخیر کا سبب نہیں بن سکتی۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ مجرمانہ جرائم کی تحقیقات ہمیشہ کسی بھی قابل اعتراض خصوصیات یا کمزوریوں سے مبرّا ہونی چاہیے جو ملزم کی شکایت کا جائز طور پر باعث بن سکتی ہے کہ تحقیقات کا کام غیر منصفانہ طور پر یا کسی اور مقصد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود یہ دیکھنا مشکل ہے کہ پولیس افسران کی طرف سے یہ طرز عمل اپیل گزار کو اس کی استدعا میں مادی طور پر کس طرح مدد کر سکتا ہے کہ وہ کارروائی جواب فوجداری عدالت تک پہنچ چکی ہے اسے کالعدم قرار دیا جائے۔

لہذا، اب ہمیں اپیل کنندہ کے مقدمے پر غور کرنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے کہ ریکارڈ پر موجود ثبوت جناب سیٹھی کے اس الزام کے خلاف واضح طور پر ہے کہ انہیں ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں مبینہ طور پر کئی غلط بیانی کے نتیجے میں 20,000 روپے دینے کے لیے اپیل کنندہ نے اکسایا تھا۔ وہ دعوی کرتا ہے کہ اس کے خلاف بنیادی الزام دوگنا ہے، کہ اس نے جناب سیٹھی سے کلکٹر کے سامنے کارروائی کے زیر التواء ہونے کے بارے میں کوئی بھی معلومات دھوکہ دہی اور بے ایمانی سے چھپائی، اور دھوکہ دہی سے اس کے سامنے پیش کیا کہ زمین 10 روپے فی مربع گز پر خریدی گئی تھی۔ اپیل کنندہ کے مطابق، اگر ریکارڈ پر موجود خط وکتابت پر غور کیا جائے، اور جناب سیٹھی اور ان کی اہلیہ کے مراسلہ اور مادی وقت پر ان کے طرز عمل کو مدنظر رکھا جائے، تو یہ غیر متزلزل طور پر ظاہر کرے گا کہ دھوکہ دہی کی غلط بیانی کے بارے میں پوری کہانی غلط ہے۔ اپیل کنندہ نے ہمیں مراسلہ وکتابت کے بذریعے لے جایا ہے اور ہمیں فریقین کے بیانات اور طرز عمل کا حوالہ دیا ہے۔ ہم اپیل کنندہ کی دلیل کے اس حصے پر کسی رائے کا اظہار نہ کرنے کے لیے بے چین ہیں۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں لامحالہ خود شواہد پر غور کرنا ہوگا اور دلیل کی صداقت یا بصورت دیگر کے بارے میں کوئی رائے دینے سے پہلے اس کی تعریف کرنی ہوگی۔ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جہاں اپیل گزار منصفانہ طور پر یہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

دعوی کر سکے کہ ریکارڈ کے سامنے اس کے خلاف لگا یا گیا الزام ناقابل برداشت ہے۔اپیل کنندہ بلاشبہ بہت مضبوطی سے محسوس کرتا ہے کہ متعلقہ شواہد پر الزام کو برقرار رکھنا معقول طور پر ممکن نہیں ہوگا لیکن یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر اپیل کنندہ کو مجسٹریٹ کو مطمئن کرنا ہوگا جو کیس کا نوٹس لیتا ہے۔تاہم، ہم اس بات پر زور دینا چاہیں گے کہ اس مرحلے پر کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے لیے اپیل کنندہ کی استدعا کو خارج کرتے ہوئے ہم مقدمے کی خوبیوں پر کسی نہ کسی طرح رائے کا اظہار نہیں کر رہے ہیں۔

ایک اور غور و فکر ہے جس نے اس اپیل سے نمٹنے میں ہمیں سوچنے پر مجبور کیا ہے۔اپیل کنندہ پنجاب عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت میں آیا ہے اور عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کے حق میں اپنے بنیادی دائرہ اختیار کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا ہے۔اگر ہم خود اس معاملے کو دفعہ 561A کے تحت نمٹ رہے ہوتے تو ہم اسی نتیجے پر پہنچتے یا نہ پہنچتے تو یہ واقعی بہت اہم نہیں ہے کیونکہ موجودہ معاملے میں ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا اپیل کے تحت فیصلہ قانون میں غلط ہے یا نہیں تاکہ آرٹیکل 136 کے تحت ہماری مداخلت کا مطالبہ کیا جا سکے۔اس کیس کے حالات میں ہم اپیل کنندہ کے حق میں اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document